اِزالۃ الاوہام

جلد ۱

متکلم اسلام، محقق مذاہب عالم، مجاہد حق حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی ردِّ عیسائیت پر فارسی زبان میں سب سے پہلی نایاب کتاب جو موصوف نے ۱۲۶۹ھ/۱۸۴۸ء میں تصنیف کی جس میں عیسائیت کے بڑے اعتراضات کے الزامی تحقیقی، عقلی ونقلی، مکمل ومدلل، جامع ومسکت جوابات دیے گئے ہیں نیز مسئلہ تثلیث اور بشارات محمدی ﷺ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔



تالیف

متکلم اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ وتقدیم شرح وتحقیق

مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی

تقریظ پسند فرمودہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دار العلوم کراچی

اِزالۃُ الاَوہام

جلد ۱

متکلمِ اسلام، محققِ مذاہبِ عالم، مجاہدِ حق حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ کی ردِّ عیسائیت پر فارسی زبان میں سب سے پہلی نایاب کتاب جو موصوف نے ۱۲۶۹ھ؍۱۸۴۸ء میں تصنیف کی جس میں عیسائیت کے بڑے اعتراضات کے الزامی تحقیقی، عقلی ونقلی، مکمل ومدلل، جامع ومسکت جوابات دیے گئے ہیں نیز مسئلہ تثلیث اور بشاراتِ محمدی ﷺ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

تالیف

متکلمِ اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ

اردو ترجمہ وتقدیم شرح وتحقیق

مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی

تقریظ پسند فرمودہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دار العلوم کراچی

اور تیرے سننے میں آئے تو تُو جانفشانی سے تحقیقات کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہوا۔ تو تُو اس مرد یا اس عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر اپنے پھاٹکوں پر نکال لے جانا اور انکو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں"

ان دونوں عبارات کا ہمارے دعویٰ پر صریح دلیل ہونا محتاج بیان نہیں ہے۔

تیسری بات

بائبل میں اللہ تعالیٰ کیلئے جسم، شکل، اعضاء کا ذکر

بائبل کی بیشمار آیات سے باری تعالیٰ کیلئے جسم ہونے کا اور اعضاء شکل وشباہت ہونے کا اشارہ ملتا ہے چنانچہ

(۱) پیدائش باب اوّل آیت ۲۶، ۲۷ میں ہے "پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں ....اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اسکو پیدا کیا نر و ناری انکو پیدا کیا"

(۲) پیدائش باب ۵ آیت ا میں ہے "جس دن خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اسے اپنی شبیہ پر بنایا"

(۳) پیدائش باب ۹ آیت ۶ میں ہے "جو آدمی کا خون کرے اسکا خون آدمی سے ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا ہے"

ان عبارات سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام بلکہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شکل وشباہت اور صورت پر بنایا ہے۔

(۴) خروج باب ۱۵ آیت ۶ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے اپنے نغمہ میں کہتے ہیں "تیرا داہنا ہاتھ اے خداوند قوت میں اعلیٰ ہے تیرے داہنے ہاتھ نے اے خداوند دشمن کو چُور کیا.........تیرے قہر کے دم سے پانی انبار

پر انبار ہوا۔ بہتا ہوا پانی تودے کی طرح کھڑا ہوا۔ سمندر کے درمیان میں بھنوریں جم گئیں ....تو نے سانس لیا تو سمندر نے انہیں چھپالیا(۱) اور سیسے کی طرح عظیم پانیوں میں وہ غرق ہوئے........تو نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا تو زمین انہیں نگل گئی........تیرے بازو کی زور آوری کے سبب وہ پتھر کی طرح بے حس وحرکت ہوئے جس وقت اے خداوند تیری اُمت پار گزری..........تُو نے لاکر انہیں اپنی میراث کے پہاڑ میں نصب کیا اس جگہ میں اے خداوند جو تُو نے رہنے کیلئے تیار کی اس جائے مقدس میں اے خداوند جو تیرے ہاتھوں نے بنائی'' انتہی

دیکھئے اس عبارت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیلئے چار جگہ ہاتھ' دو جگہ سانس' ایک جگہ بازو اور دو جگہ مکان کا اثبات ہے۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خروج باب ۳۳ آیت ۲۲'۲۳ میں ہے ''اور ایسا ہوگا کہ جب میری عظمت کا گزران ہوگا تو میں تجھ کو چٹان کی دراڑ میں رکھوں گا اور جب تک گزر نہ جاؤں اپنے ہاتھ سے تجھ کو چھپاؤں گا تب اپنا ہاتھ اٹھالونگا تو تو میرا پیچھا دیکھے گا کیونکہ میرا چہرہ کوئی دیکھ نہیں سکتا''

اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کیلئے دو جگہ کفِ دست ایک جگہ پیٹھ اور ایک جگہ چہرے کا ذکر ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ کرتے ہوئے خروج باب ۳۱ آیت ۱۸ میں ارشاد ہے ''اور جب خداوند کوہ سینا پر موسیٰ سے کلام کر کے فارغ ہوا تو اس کو شہادت کی دو لوحیں دیں۔ پتھر کی وہ لوحیں جو خدا کی انگلی سے لکھی گئی تھیں'' انتہی

---

(۱) ''تو نے سانس لیا تو سمندر نے چھپالیا'' یہ ترجمہ مطابق متن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کیلئے سانس لینے کا واضح ذکر ہے۔ موجودہ اردو ترجمہ ''کتاب مقدس'' میں اس طرح ہے ''تو نے اپنی آندھی کی پھونک ماری تو سمندر نے اُنکو چھپالیا'' فارسی ترجمہ میں اس طرح ہے ''وچوں بنفخہ خود دمیدی دریا ایشاں را پوشانید'' عربی ترجمہ بھی اسکے مطابق ہے انگریزی تراجم مختلف ہیں۔

(۷) استثناء باب ۹ آیت ۱۰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”خداوند نے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی پتھر کی دونوں لوحیں میرے سپرد کیں“

ان دونوں عبارات میں اللہ تعالیٰ کیلئے انگلیوں کا اثبات ہے۔

(۸) استثناء باب ۱۱ آیت ۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”اور تم آج کے دن خوب سمجھ لو کیونکہ میں تمہارے بال بچوں سے کلام نہیں کر رہا ہوں جنکو نہ تو معلوم ہے اور نہ انہوں نے دیکھا کہ خداوند تمہارے خدا کی تنبیہ اور اسکی عظمت اور زور آور ہاتھ اور بلند بازو سے کیا کیا ہوا“

اس عبارت میں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیلئے ہاتھ اور بازو کا ذکر ہے۔

(۹) استثناء باب ۲۶ آیت ۸ میں ہے ”خداوند قوی ہاتھ اور بلند بازو سے بڑی ہیبت اور نشانوں اور معجزوں کیساتھ ہم کو مصر سے نکال لایا“

(۱۰) استثناء باب ۳۳ آیت ۲، ۱۲ میں ہے ”خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور وہ دس ہزار قدسیوں کیساتھ آیا(۱) اسکے داہنے ہاتھ پر ان

---

(۱) ”دس ہزار قدسیوں کیساتھ آیا“ یہ ترجمہ مطابق متن ہے۔ موجودہ اردو ترجمہ کتاب مقدس میں ہے ”اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا“ کیتھولک اردو بائبل میں ہے ”اور مریبہ قادیش میں آیا“ گویا پوری بات ہی بدل دی تا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری اور اکثر نسخوں میں لکھا ہے ”دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا“ کیونکہ سچ بات چھپائے نہیں چھپتی۔ اس آیت کیساتھ یہ ناروا سلوک کیوں ہے؟ حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہاں ایک پیشینگوئی کا ذکر ہے جسکا مصداق سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کے سوا کوئی نہیں کیونکہ وہی ۸ھ دس رمضان المبارک میں دس ہزار قدسی صفات ساتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ میں بغیر تلوار چلائے فاتحانہ شان وشوکت کیساتھ داخل ہوئے تھے اور خدا کے گھر کو بتوں سے پاک کیا تھا جیسا کہ پادری فنڈر ”میزان الحق“ میں اور پادری برکت اللہ اپنی کتاب ”محمد عربی“ میں اسکا اعتراف کرتے ہیں اور دیگر عیسائی مؤرخین نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں ”میرا محبوب سرخ وسفید ہے۔ وہ دس ہزار میں ممتاز ہے“ (غزل الغزلات ۵: ۱۰) اور آگے اس محبوب کے متعلق طویل مدح وتوصیف کرتے ہیں پھر جناب رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی ”**محمدیم**“ ذکر کرکے محبوب کے نام کی تعیین کرتے ہیں۔

کیلئے آتشی شریعت تھی۔ وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے اسکے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا.

.........اور بنیامین کے حق میں اس نے کہا خداوند کا محبوب بنیامین ہے سلامتی سے اسکے ہاں وہ رہے گا وہ دن بھر اسکی حفاظت کرتا ہے وہ اسکے کندھوں کے بیچ سکونت کرتا ہے' انتہی

اس عبارت میں دو جگہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہاتھ کا اثبات ہے ایک جگہ پاؤں اور ایک جگہ کندھے کا اثبات ہے۔

(۱۱) سلاطین اول باب ۸ آیت ۲۹، ۵۲ میں حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جگہ دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور فرماتے ہیں ''تیری آنکھیں اس گھر پر رات اور دن کھلی رہیں اس جگہ پر جسکی بابت تو نے کہا کہ میرا نام اس میں ہوگا تا کہ تو اپنے منہ سے دعا کو سنے جو اس مقام کی طرف رخ کر کے کرتا ہے.....سو تیری آنکھیں تیرے بندہ کی مناجات اور تیری قوم اسرائیل کی مناجات کی طرف کھلی رہیں تا کہ جب کبھی وہ تجھ سے فریاد کریں تو انکی سنے''

(۱۲) حضرت داؤد علیہ السلام کا نغمہ جو تواریخ اول باب ۱۶ آیت ۱۱ میں مذکور ہے اسمیں ہے ''خداوند کو اور اسکی قوت کو طلب کرو ہر وقت اسکے چہرہ کی تلاش کرو وہ عجائبات یاد رکھو جو اس نے کیے اسکے نشانات' اسکے منہ کی قضائیں''

مذکورہ بالا دو عبارتوں میں پہلی عبارت میں اللہ تعالیٰ کیلئے دو جگہ آنکھ کا اثبات ہے دوسری عبارت میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ کیلئے چہرہ اور زبان کا اثبات ہے۔

(۱۳) ایوب باب ۴ آیت ۹ میں ہے ''تم خدا کے منہ کی پھونک سے ہلاک ہو جاتے ہو اور اسکے ناک کی ہوا سے فنا ہو جاتے ہو'' (۱)

---

(۱) یہ ترجمہ متن مصنف کے مطابق ہے۔ جس میں منہ اور ناک کا ذکر ہے۔ موجودہ اردو بائبل میں اس طرح ہے'' وہ خدا کے دم سے ہلاک ہوتے اور اسکے غضب کے جھونکے سے بھسم ہوتے ہیں'' البتہ عربی بائبل میں اللہ تعالیٰ کیلئے منہ اور ناک کا اسی طرح ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے ''بنسمة من فم الله يبيدُ وبريح من أنفه يفنى''

(۱۴) ایوب باب ۴۰ آیت ۹ میں ہے ”یا کیا تیرا بازو خدا کا سا ہے؟ اور کیا تو اسکی سی آواز سے گرج سکتا ہے؟“

ان دو عبارات سے اللہ تعالیٰ کیلئے ناک، سانس اور بازو کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱۵) زبور باب ۱۱ آیت ۴ میں ہے ”خداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے خداوند کا تخت آسمان پر ہے اسکی آنکھیں بنی آدم کو دیکھتی اور اسکی پلکیں انکو جانچتی ہیں“

(۱۶) زبور باب ۱۸ آیت ۶، ۸، ۱۵ میں ہے ”اپنی مصیبت میں میں نے خداوند کو پکارا اور اپنے خدا سے فریاد کی اس نے اپنی ہیکل میں سے میری آواز سنی اور میری فریاد جو اسکے حضور تھی اسکے کان میں پہنچی ...... اسکے نتھنوں سے دھواں اٹھا اور اسکے منہ سے آگ نکل کر بھسم کرنے لگی کوئلے اس سے دہک اٹھے..... تب تیری ڈانٹ سے اے خداوند! تیرے نتھنوں کے دم کے جھونکے سے پانی کی تھاہ دکھائی دینے لگی اور جہان کی بنیادیں نمودار ہوئیں“

(۱۷) زبور باب ۳۴ آیت ۱۵، ۱۶ میں ہے ”خداوند کی نگاہ صادقوں پر ہے اور اسکے کان انکی فریاد پر لگے رہتے ہیں خداوند کا چہرہ بدکاروں کے خلاف ہے تا کہ انکی یاد زمین پر سے مٹا دے“

(۱۸) زبور باب ۴۴ آیت ۲، ۳ اور ۲۴ میں ہے ”تو نے قوموں کو اپنے ہاتھ سے نکال دیا اور انکو بسایا..... بلکہ تیرے دہنے ہاتھ اور تیرے بازو اور تیرے چہرے کے نور نے انکو فتح بخشی“ ..... تو اپنا منہ کیوں چھپاتا ہے اور ہماری مصیبت اور مظلومی کو بھولتا ہے؟“

(۱۹) زبور باب ۱۰۴ آیت ۲۸ اور ۳۲ میں ہے ”جو کچھ تو دیتا ہے یہ لے لیتے ہیں تو اپنی مٹھی کھولتا ہے اور یہ اچھی چیزوں سے سیر ہوتے ہیں .... وہ زمین پر نگاہ کرتا ہے اور وہ کانپ جاتی ہے وہ پہاڑوں کو چھوتا ہے اور ان سے دھواں نکلنے لگتا ہے“

(۲۰) زبور باب ۱۳۹ آیت ۹، ۱۰ میں ہے ”اگر میں صبح کے پر لگا کر سمندر کی انتہا میں جا بسوں تو وہاں بھی تیرا ہاتھ میری راہنمائی کریگا اور تیرا دہنا ہاتھ مجھے سنبھالیگا“

ملاحظہ فرمایئے! زبور کی مذکورہ بالا عبارات میں اللہ تعالیٰ کیلئے چھ جگہ ہاتھ کا اثبات' تین جگہ چہرے کا ذکر ہے۔ دو دو جگہوں پر منہ' پلکیں' کان' آنکھ' ناک' سانس اور بازو کا ثبوت ہے۔

(۲۱) یسعیاہ باب ۵۹ آیت ۱ میں ہے "دیکھو خداوند کا ہاتھ چھوٹا نہیں ہوگیا کہ بچا نہ سکے اور اسکا کان بھاری نہیں کہ سن نہ سکے۔ بلکہ تمہاری بدکرداری نے تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان جدائی کردی ہے اور تمہارے گناہوں نے اسے تم سے روپوش کیا ایسا کہ وہ نہیں سنتا"

(۲۲) یرمیاہ باب ۱ آیت ۹ میں ہے "تب خداوند نے اپنا ہاتھ بڑھا کر میرے منہ کو چھوا"

(۲۳) یرمیاہ باب ۳۲ آیت ۱۷، ۲۱ میں حضرت یرمیاہ کی دعا ہے "اے خداوند دیکھ تو نے اپنی عظیم قدرت اور اپنے بلند بازو سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور تیرے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے...... کیونکہ تو اپنی قوم اسرائیل کو ملکِ مصر سے نشانوں اور عجائب اور قوی ہاتھ اور بلند بازو سے اور بڑی ہیبت کیساتھ نکال لایا"

(۲۴) حضرت دانیالؑ دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اے میرے خدا! اپنا کان جُھکا اور سُن' اپنی آنکھیں کھول" انتہی (دانیال باب ۹ آیت ۱۸)

ملاحظہ فرمایئے! ان انبیاء کرام کے کلام میں اللہ تعالیٰ کیلئے تین جگہ ہاتھوں کا اثبات ہے دو دو جگہ بازو اور کان کا ذکر ہے اور ایک ایک جگہ چہرہ اور آنکھ کا ثبوت ہے۔

چوتھی بات

بائبل میں اللہ تعالیٰ کیلئے "مکان وحیز" کا ذکر

بائبل کی وہ روایات بھی بے شمار ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کیلئے جسم ہونے کے ساتھ

ساتھ مکان اور حیز کے ہونے کا ثبوت ملتا ہے مثلاً

(۱) اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہے ''اور وہ میرے لئے ایک مقدس بنائیں تا کہ میں انکے درمیان سکونت کروں'' (خروج ۲۵:۸)

(۲) خروج باب ۲۹ آیت ۴۵، ۴۶ میں ہے ''اور میں بنی اسرائیل کے درمیان سکونت کروں گا اور انکا خدا ہونگا تب وہ جان لیں گے کہ میں خداوند انکا خدا ہوں جو انکو ملکِ مصر سے اس لئے نکال کر لایا کہ میں انکے درمیان سکونت کروں میں ہی خداوند انکا خدا ہوں۔

(۳) کوڑھی اور جریان کے مریض کے متعلق حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''ایسوں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورت تم نکال کر انکو لشکر گاہ کے باہر رکھو تا کہ وہ انکی لشکر گاہ کو جسکے درمیان میں رہتا ہوں ناپاک نہ کریں'' (گنتی باب ۵ آیت ۳)

(۴) گنتی باب ۳۵ آیت ۳۴ میں ہے ''اور تم اپنی بود و باش کے ملک کو جسکے اندر میں رہونگا گندہ بھی نہ کرنا کیونکہ میں جو خداوند ہوں سو بنی اسرائیل کے درمیان رہتا ہوں''

(۵) استثناء باب ۲۶ آیت ۱۵ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہوئے مذکور ہے ''آسمان پر سے جو تیرا مقدس مسکن ہے نظر کر''

ان عبارات میں اللہ تعالیٰ کیلئے ''مقدس'' کا ہونا اور بنی اسرائیل، انکی لشکر گاہ اور انکے سرداروں کی سرزمین کا اللہ تعالیٰ کیلئے ''مسکن'' ہونا خوب آشکارا ہے۔

(۶) جب حضرت داؤد علیہ السلام ''ہیکل'' بنانے کا ارادہ رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا ناتن نبی کی وساطت سے داؤد علیہ السلام کو خطاب ہوا ''جا اور میرے بندے داؤد سے کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ کیا تو میرے رہنے کیلئے ایک گھر بنائے گا؟ کیونکہ جب سے میں بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا آج کے دن تک کسی گھر میں نہیں رہا بلکہ خیمہ اور مسکن میں پھرتا رہا ہوں'' (سموئیل دوم باب ۷ آیت ۵۔ تواریخ اوّل باب ۱۷ آیت ۳)

(۷) حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''تو تُو آسمان پر سے جو تیری سکونت گاہ سن لینا'' ''تو تو آسمان پر سے سن لینا'' یہ مضمون اس مناجات میں بار بار تکرار کیساتھ مختلف آیات میں مذکور ہے (سلاطین اول باب ۸ آیت ۳۲، ۳۴، ۳۶، ۳۹، ۴۵۔ تواریخ دوم باب ۶ آیت ۳۰، ۳۳، ۳۵، ۳۹)

(۸) زبور باب ۹ آیت ۱۱ میں ہے ''خداوند کی ستائش کرو جو صیّون (۱) میں رہتا ہے''

(۹) زبور باب ۱۱ آیت ۴ میں ہے ''خداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے خداوند کا تخت آسمان پر ہے''

نوٹ: یہ حوالہ امر سوم کے ذیل میں بھی گزر چکا ہے۔

(۱۰) زبور باب ۲۶ آیت ۸ میں ہے ''اے خداوند! میں تیری سکونت گاہ اور تیرے جلال کے خیمہ کو عزیز رکھتا ہوں''

(۱۱) زبور باب ۶۸ آیت ۱۶ میں ہے ''اے اونچے پہاڑو! تم اس پہاڑ کو کیوں تاکتے ہو جسے خدا نے اپنی سکونت کیلئے پسند کیا ہے؟ بلکہ خداوند اس میں ابد تک رہے گا''

(۱۲) زبور باب ۷۴ آیت ۲ میں ہے ''اپنی جماعت کو جسے تو نے قدیم سے خریدا ہے جسکا تو نے فدیہ دیا تا کہ تیری میراث کا قبیلہ ہو اور کوہ صیّون کو جس پر تو نے سکونت کی ہے یاد کر''

(۱۳) زبور باب ۷۶ آیت ۲ میں ہے ''سالم (۲) میں اسکا خیمہ ہے اور صیّون میں اسکا مسکن''

(۱۴) زبور باب ۹۹ آیت ۱ میں ہے ''خداوند سلطنت کرتا ہے۔ قومیں کانپیں۔ وہ کروبیوں پر بیٹھتا ہے۔ زمین لرزے''

(۱۵) زبور باب ۱۱۵ آیت ۳ میں ہے ''ہمارا خدا تو آسمان پر ہے اس نے جو کچھ چاہا وہی کیا''

---

(۱) اُن پہاڑوں میں سے ایک ہے جن پر یروشلیم واقع ہے۔ (قاموس الکتاب ص ۶۰۵)

(۲) اُس شہر کا نام ہے جسکا بادشاہ ملک صدق تھا۔ یہودی مؤرخ یوسیفس لکھتا ہے کہ یہودی مصنف اسے یروشلیم کا مترادف سمجھتے ہیں۔ (قاموس الکتاب ص ۴۹۳)

(۱۶) زبور باب ۱۲۳ آیت ۱ میں ہے ’’تو جو آسمان پر تخت نشین ہے میں اپنی آنکھیں تیری طرف اٹھاتا ہوں‘‘

(۱۷) زبور باب ۱۳۵ آیت ۲۱ میں ہے ’’صیّون میں خداوند مبارک ہو وہ یروشلیم میں سکونت کرتا ہے‘‘

(۱۸) یوایل باب ۳ آیت ۱۷ اور ۲۱ میں ہے ’’پس تم جانو گے کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں جو صیّون میں اپنے کوہِ مقدس پر رہتا ہوں...... کیونکہ خداوند صیّون میں سکونت پذیر ہے‘‘

(۱۹) زکریاہ باب ۸ آیت ۳ میں ہے ’’خداوند یوں فرماتا ہے کہ میں صیّون میں واپس آیا ہوں اور یروشلیم میں سکونت کرونگا‘‘

ان عبارات کو ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ناتن نبی کی معرفت خیمہ کو اپنا مسکن بتاتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام آسمان کو اللہ تعالیٰ کا مسکن و منزل قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام سالم‘ صیون‘ ہیکل مقدس‘ کروبیوں اور آسمان کو اللہ تعالیٰ کا مسکن ہونا ظاہر کرتے ہیں بلکہ یہاں تک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابدالآباد تک صیّون پہاڑ پر سکونت کریگا۔ اسی طرح حضرت یوایلؑ اور زکریاؑ کے کلام میں بھی صیون اور یروشلیم کو خدا تعالیٰ کا مسکن تعبیر کیا گیا ہے۔

عہدِ جدید کے چند حوالے

(۲۰) متی باب ۵ آیت ۴۵‘ ۴۸ میں ہے ’’تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو........ پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے‘‘

(۲۱) متی باب ۶ آیت ۱‘ ۹‘ ۱۴، ۲۶ میں ہے ’’خبردار اپنے راستبازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کیلئے نہ کرو نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے

تمہارے لئے کچھ اجر نہیں ہے......پس تم اس طرح دعا کیا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے......اس لئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کریگا......تو بھی تمہارا آسمانی باپ انکو کھلاتا ہے"

(۲۲) متی باب ۷ آیت ۱۱، ۲۱ میں ہے "پس جبکہ تم بُرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دے گا ......جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند! کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے"

(۲۳) متی باب ۱۰ آیت ۳۲، ۳۳ میں ہے "پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اسکا اقرار کروں گا مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کرے گا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اسکا انکار کرونگا"

(۲۴) متی باب ۱۲ آیت ۵۰ میں ہے "کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے"

(۲۵) متی باب ۱۵ آیت ۱۳ میں ہے "اس نے جواب میں کہا جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا جڑ سے اکھاڑا جائیگا"

(۲۶) متی باب ۱۶ آیت ۱۷ میں پطرس حواری سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے"

(۲۷) متی باب ۱۸ آیت ۱۰، ۱۴، ۱۹، ۳۵ میں ہے "کہ آسمان پر انکے فرشتے میرے آسمانی باپ کا منہ ہر وقت دیکھتے ہیں......اسی طرح تمہارا آسمانی باپ یہ نہیں چاہتا کہ ان چھوٹوں میں سے ایک بھی ہلاک ہو......اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کیلئے جسے وہ چاہتے ہوں اتفاق کریں تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے انکے لئے

ہو جائیگی......میرا آسمانی باپ بھی تمہارے ساتھ اسی طرح کریگا"

(۲۸) متی باب ۲۳ آیت ۹، ۲۲ میں ہے" تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے .... اور جو آسمان کی قسم کھاتا ہے وہ خدا کے تخت کی اور اس پر بیٹھنے والے کی قسم کھاتا ہے"

الغرض حضرت مسیح علیہ السلام کے کلام میں اس طرح کی تعبیرات بکثرت موجود ہیں جو تلاش کرنے پر بآسانی مل سکتی ہیں مزید برآں نقل کرنے سے طوالت کا خوف مانع ہے دیگر مسیحیوں کے اقوال میں بھی اللہ تعالیٰ کیلئے "مکان" کا ذکر محتاج بیان نہیں۔

پانچویں بات

بائبل میں لفظِ خدا، خداوند وغیرہ کا غیر اللہ پر اطلاق

خدا، خداوند، قادرِ مطلق، حاکم تمام جہان، رب، الٰہ، قدوس، پروردگار ان تمام الفاظ کا اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں پر بھی دیگر معانی میں اطلاق کیا گیا ہے حتی کہ شیطان مردود کے حق میں بھی لفظ خدا اور الہ العالم کا اطلاق کیا گیا ہے اور اسکے شواہد کتب عہد عتیق وجدید میں بے شمار ہیں مگر اختصار کی وجہ سے میں ان تمام کو نقل نہیں کروں گا بلکہ اس قدر ذکر کروں گا جو ناظرین کی تسلی کیلئے کافی ہو۔ اس اہم ترین فائدہ کو بگوشِ ہوش سننا چاہیئے اور اصل مضمون کے ملاحظہ کرنے سے قبل اس تمہید کو خاص اہتمام کے ساتھ اپنے دل میں بٹھانا چاہیئے کہ اس جہان میں اللہ تعالیٰ کا دیدار وزیارت اور آواز کا سننا ناممکن ہے اور یہ مسیحیوں کے نزدیک واجب التسلیم اور ناقابل انکار عقیدہ ہے جیسا کہ یوحنا باب ۱ آیت ۱۸ میں مذکور ہے" خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا" اسی طرح جناب مسیح علیہ السلام یہود سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں" اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے میری گواہی دی ہے تم نے نہ کبھی اسکی آواز سنی ہے اور نہ اسکی صورت دیکھی" (یوحنا ۵: ۳۷) اسی طرح یوحنا کے پہلے خط باب ۴ آیت ۱۲ میں

ہے ’’خدا کو کسی نے نہیں دیکھا‘‘

پادری فنڈر صاحب اپنی کتاب ’’مفتاح الاسرار‘‘ کے خطبہ میں خدا تعالیٰ کی تعریف لکھتے ہیں ’’خداوند اَن دیکھی ذات ہے خیال و وہم سے بلند اور حیطہ قیاس وگمان سے باہر ہے اسکی شناخت اسکے کلام کے بغیر نہیں ہو سکتی‘‘ اسی طرح اپنی کتاب ’’حل الاشکال‘‘ کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں ’’انجیل میں رؤیتِ مجازی یعنی رؤیت بچشم کا انکار آیا ہے اور صاف کہا گیا ہے کہ اس دنیا میں نہ کسی شخص نے خدا کو دیکھا ہے اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے‘‘ انتہی۔

یہ عبارت صاف دلیل ہے کہ اس جہان میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اسکی آواز کا سننا محال ہے۔ جب آپ نے اتنا جان لیا تو اب دیکھئے کہ

(۱) پیدائش باب ۱۷ میں ہے ’’جب ابرام ننانوے برس کا ہوا تب خداوند ابرام کو نظر آیا اور اس سے کہا کہ میں خدائے قادر ہوں تو میرے حضور میں چل اور کامل ہو...... تب ابرام سرنگوں ہوا اور خدا نے اس سے ہم کلام ہو کر فرمایا...... اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان انکی سب پشتوں کیلئے اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھونگا تا کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا رہوں اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے ایسا دونگا کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے اور میں انکا خدا ہونگا پھر خدا نے ابرام سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت اسے مانے...... اور خدا نے ابرام سے کہا کہ ساری جو تیری بیوی ہے سو اسکو ساری نہ پکارنا اسکا نام سارہ ہوگا...... اور ابرام نے خدا سے کہا کاش اسماعیل ہی تیرے حضور جیتا رہے تب خدا نے فرمایا کہ بے شک تیری بیوی سارہ کا تجھ سے بیٹا ہوگا تو اسکا نام اضحاق رکھنا...... اور جب خدا ابرام سے باتیں کر چکا تو اسکے پاس سے اوپر چلا گیا‘‘ انتہی

(پیدائش باب ۱۷ آیت ۱، ۳، ۷، ۸، ۹، ۱۵، ۱۸، ۲۲)

تجزیہ مصنفؒ

پس جب یہ بات طے شدہ ہے کہ باری تعالیٰ کی آواز کا سننا یا اسکے دیدار کا ہونا اس جہان میں محال ہے اسی طرح صعود ونزول بھی ایک ذوجسم اور صاحب مکان کے حق میں متصور ہو سکتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کیلئے جو جسم ومکان سے پاک ہے تو بدیہی سی بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کلام کرنے والا ''فرشتہ'' تھا نہ کہ خدا اور اس عبارت میں اس فرشتے پر دس جگہ لفظ ''خدا'' کا اطلاق کیا گیا ہے ایک جگہ لفظ خداوند اور ایک جگہ خدائے قادر بولا گیا ہے اور ''فرشتہ'' حضرت ابرہیم علیہ السلام سے کلام کرتے ہوئے کس صراحت سے کہہ رہا ہے کہ ''میں خدائے قادر ہوں اور میں تیرا خدا ہوں اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہونگا'' اور اسکی اولاد کے حق میں کہتا ہے کہ ''میں انکا خدا ہونگا''

(۲) پیدائش باب ۱۸ میں تین فرشتوں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خیمہ میں آنا اور ان میں سے ایک کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ولادتِ اسحاقؑ کی خوشخبری دینے اور سدوم کے برباد کرنے کی خبر دیتے ہوئے اس طرح مذکور ہے ''تب اس نے کہا میں پھر موسمِ بہار میں تیرے پاس آؤنگا اور دیکھ تیری بیوی سارہ کے بیٹا ہوگا۔ اسکے پیچھے ڈیرے کا دروازہ تھا۔ سارہ وہاں سے سن رہی تھی۔ اور ابراہام اور سارہ ضعیف اور بڑی عمر کے تھے اور سارہ کی وہ حالت نہیں رہی تھی جو عورتوں کی ہوتی ہے۔ تب سارہ نے اپنے دل میں ہنس کر کہا کیا اس قدر عمر رسیدہ ہونے پر بھی میرے لئے شادمانی ہو سکتی ہے حالانکہ میرا خداوند بھی ضعیف ہے؟ پھر خداوند نے ابرہام سے کہا کہ سارہ کیوں یہ کہہ کر ہنسی کہ کیا میرے جو ایسی بڑھیا ہوگئی ہوں واقعی بیٹا ہوگا؟ کیا خداوند کے نزدیک کوئی بات مشکل ہے؟ موسمِ بہار میں معیّن وقت پر میں تیرے پاس پھر آؤنگا اور سارہ کے بیٹا ہوگا........اور خداوند نے کہا کہ جو کچھ

میں کرنے کو ہوں کیا اسے ابرہام سے پوشیدہ رکھوں؟...... پھر خداوند نے فرمایا چونکہ سدوم اور عمورہ کا شور بڑھ گیا اور انکا جرم نہایت سنگین ہوگیا ہے۔ اس لئے میں اب جا کر دیکھونگا کہ کیا انہوں نے سراسر ویسا ہی کیا ہے جیسا شور میرے کان تک پہنچا ہے اور اگر نہیں کیا تو میں معلوم کرونگا۔ سو وہ مرد وہاں سے مڑے اور سدوم کی طرف چلے پر ابرہام خداوند کے حضور کھڑا ہی رہا۔ تب ابراہام نے نزدیک جا کر کہا کیا تو نیک کو بد کے ساتھ ہلاک کریگا؟...... ایسا کرنا تجھ سے بعید ہے کہ نیک کو بد کیساتھ مار ڈالے اور نیک بد کے برابر ہوجائیں۔ یہ تجھ سے بعید ہے۔ کیا تمام دنیا کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کریگا؟۔ اور خداوند نے فرمایا کہ اگر مجھے سدوم میں شہر کے اندر پچاس راستباز ملیں تو میں انکی خاطر اس مقام کو چھوڑ دونگا۔ تب ابرہام نے جواب دیا اور کہا کہ دیکھئے! میں نے خداوند سے بات کرنے کی جرأت کی اگرچہ میں خاک اور راکھ ہوں...... پھر اس نے کہا خداوند ناراض نہ ہو تو میں کچھ اور عرض کروں۔ شاید وہاں تیس ملیں۔ اس نے کہا۔ اگر مجھے وہاں تیس بھی ملیں تو بھی ایسا نہیں کرونگا۔ پھر اس نے کہا دیکھئے! میں نے خداوند سے بات کرنے کی جرأت کی۔ شاید وہاں بیس ملیں۔ اس نے کہا میں بیس کی خاطر بھی اسے نیست نہیں کرونگا۔ اس نے کہا خداوند ناراض نہ ہو تو میں ایک بار اور کچھ عرض کروں۔ شاید وہاں دس ملیں۔ اس نے کہا میں دس کی خاطر بھی اسے نیست نہیں کرونگا۔ جب خداوند ابرہام سے باتیں کر چکا تو چلا گیا اور ابرہام اپنے مکان کو لوٹا'' (پیدائش باب ۱۸ آیت ۱۰ تا ۱۴، ۱۷، ۲۰، ۲۳، ۲۵ تا ۲۷، ۳۰ تا ۳۳)

تجزیہ مصنفؒ

دیکھئے! یہ خبر دینے والا اور وعدہ دینے والا خدا کا فرشتہ تھا جبکہ سات جگہ پر اس کیلئے لفظ ''خداوند'' بمطابق ترجمہ فارسی اور لفظ ''یہودا'' بمطابق ترجمہ ہندی بولا گیا ہے اور ایک

جگہ اسکو "تمام دنیا کا انصاف کرنے والا" کہا گیا ہے اور پھر آیت ۳۰ تا ۳۳ میں چار جگہ لفظ "خداوند" کا اطلاق اس فرشتہ پر ہوا ہے بلکہ آیت ۱۲ میں تو حضرت سارہ سے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام پر لفظ "خداوند" کا اطلاق کرنا منقول ہے۔(۱) اسی مضمون کی موافقت میں پطرس حواری اپنے پہلے خط کے باب ۳ آیت چھ میں لکھتے ہیں "چنانچہ سارہ ابراہام کے حکم میں رہتی اور اسے خداوند کہتی تھی" الیٰ اخر ماقال

(۳) جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں لابن کے پاس جانے کیلئے عازمِ سفر ہوئے تو اس بارے میں پیدائش باب ۲۸ میں اس طرح مذکور ہے "اور یعقوب بیر سبع سے نکل کر حاران کی طرف چلا۔ اور ایک جگہ پہنچ کر ساری رات وہیں رہا کیونکہ سورج ڈوب گیا تھا اور اس نے اس جگہ کے پتھروں میں سے ایک اٹھا کر اپنے سرہانے دھر لیا اور اسی جگہ سونے کو لیٹ گیا۔ اور خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک سیڑھی زمین پر کھڑی ہے اور اسکا سرا آسمان تک پہنچا ہوا ہے اور خدا کے فرشتے اس پر سے چڑھتے اترتے ہیں۔ اور خداوند اسکے اوپر کھڑا کہہ رہا ہے کہ میں خداوند تیرے باپ ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا ہوں۔ میں یہ زمین جس پر تو لیٹا ہے تجھے اور تیری نسل کو دونگا۔ اور تیری نسل زمین کی گرد کے ذرّوں کی مانند ہوگی اور تو مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیل جائیگا اور زمین کے سب قبیلے تیرے اور تیری نسل کے وسیلہ سے برکت پائینگے۔ اور دیکھ میں تیرے ساتھ ہوں اور ہر جگہ جہاں کہیں تو جائے تیری حفاظت کرونگا اور تجھ کو اس ملک میں پھر لاؤنگا اور جو میں نے تجھ سے کہا ہے جب تک اسے پورا نہ کرلوں تجھے نہیں چھوڑونگا۔ تب یعقوب جاگ اٹھا اور کہنے

---

(۱) موجودہ اردو بائبل میں لفظِ "خاوند" لکھا ہے۔ بعض انگریزی تراجم میں Lord اور بعض میں Master کا لفظ آیا ہے۔ فارسی بائبل میں لفظِ "آقائیم" لکھا ہے یہ بھی لفظِ "خداوند" کے مفہوم کے قریب ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مولانا کے پیشِ نظر نسخہ بائبل میں صاف لفظِ "خداوند" ہی ہو۔

لگا کہ یقیناً خداوند اس جگہ ہے اور مجھے معلوم نہ تھا۔ اور اس نے ڈر کر کہا یہ کیسی بھیانک جگہ ہے! سو یہ خدا کے گھر اور آسمان کے آستانہ کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ اور یعقوب صبح سویرے اٹھا اور اس پتھر کو جسے اس نے اپنے سرہانے دھرا تھا لیکر ستون کی طرح کھڑا کیا اور اسکے سرے پر تیل ڈالا اور اس جگہ کا نام بیت ایل رکھا لیکن پہلے اس بستی کا نام لوز تھا۔ اور یعقوب نے منت مانی اور کہا کہ اگر خدا میرے ساتھ رہے اور جو سفر میں کر رہا ہوں اس میں میری حفاظت کرے اور مجھے کھانے کو روٹی اور پہننے کو کپڑا دیتا رہے۔ اور میں اپنے باپ کے گھر سلامت لوٹ آؤں تو خداوند میرا خدا ہوگا۔ اور یہ پتھر جو میں نے ستون سا کھڑا کیا ہے خدا کا گھر ہوگا اور جو کچھ تو مجھے دے اسکا دسواں حصہ ضرور ہی تجھے دیا کرونگا''

(پیدائش باب ۲۸ آیت ۱۰ تا ۲۲)

(۴) حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنی ازواج راحیل اور لیا سے ایک خواب ذکر کرتے ہوئے اس طرح ارشاد ہے ''اور خدا کے فرشتے نے خواب میں مجھے کہا کہ اے یعقوب میں بولا! میں حاضر ہوں۔ تب اس نے کہا۔ کہ اب تو اپنی آنکھ اٹھا اور دیکھ کہ سارے مینڈھے جو بھیڑوں پر چڑھتے ہیں۔ ابلق اور داغدار اور چتکبرے ہیں کیونکہ سب کچھ جو لابن نے تیرے ساتھ کیا میں نے دیکھا۔ میں بیت ایل کا خدا ہوں۔ جہاں تو نے ستون پر تیل ڈالا ۔ اور جہاں تو نے میری مَنّت مانی۔ پس اب اٹھ۔ اس سرزمین سے نکل چل اور اپنی جائے پیدائش کو واپس جا'' (پیدائش ۳۱:۱۱ تا ۱۳)

(۵) دوران سفر جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بھائی سے خوف ہوا تو وہ دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اور یعقوب نے کہا اے میرے باپ ابرہام کے خدا اور میرے باپ اضحاق کے خدا! اے خداوند جس نے مجھے یہ فرمایا کہ تو اپنے ملک کو اپنے رشتہ داروں کے پاس لوٹ جا اور میں تیرے ساتھ بھلائی کروں گا .... یہ تیرا ہی فرمان ہے کہ میں

تیرے ساتھ ضرور بھلائی کرونگا اور تیری نسل کو دریا کی ریت کی مانند بناؤنگا جو کثرت کے سبب سے گنی نہیں جاسکتی'' (پیدائش ۳۲: ۹، ۱۲)

(۶) پیدائش باب ۳۵ میں ہے ''اور خدا نے یعقوب سے کہا کہ اٹھ بیت ایل کو جا اور وہیں رہ اور وہاں خدا کیلئے جو تجھے اس وقت دکھائی دیا جب تو اپنے بھائی عیسو کے پاس سے بھاگا جارہا تھا ایک مذبح بنا۔ تب یعقوب نے اپنے گھرانے اور اپنے سب ساتھیوں سے کہا کہ بیگانہ دیوتاؤں کو جو تمہارے درمیان ہیں دور کرو اور طہارت کرکے اپنے کپڑے بدل ڈالو۔ اور آؤ ہم روانہ ہوں اور بیت ایل کو جائیں۔ وہاں میں خدا کیلئے جس نے میری تنگی کے دن میری دعا قبول کی اور جس راہ میں مَیں چلا میرے ساتھ رہا مذبح بناؤنگا۔ تب انہوں نے سب بیگانہ دیوتاؤں کو جو انکے پاس تھے اور مُندروں کو جو انکے کانوں میں تھے یعقوب کو دیدیا اور یعقوب نے انکو اس بلوط کے درخت کے نیچے جو سِکم کے نزدیک تھا دبا دیا......اور یعقوب ان سب لوگوں سمیت جو اسکے ساتھ تھے لوز پہنچا۔ بیت ایل یہی ہے اور ملک کنعان میں ہے۔ اور اس نے وہاں مذبح بنایا اور اس مقام کا نام بیت ایل رکھا کیونکہ جب وہ اپنے بھائی کے پاس سے بھاگا جارہا تھا تو خدا وہیں اس پر ظاہر ہوا تھا.......اور یعقوب کے فدّان ارام سے آنے کے بعد خدا اسے پھر دکھائی دیا اور اسے برکت بخشی۔ اور خدا نے اسے کہا کہ تیرا نام یعقوب ہے۔ تیرا نام آگے کو یعقوب نہ کہلائیگا بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا۔ سو اس نے اسکا نام اسرائیل رکھا۔ پھر خدا نے اسے کہا کہ میں خدای قادر مطلق ہوں۔ تو برومند ہو اور بہت ہوجا۔ تجھ سے ایک قوم بلکہ قوموں کے جتھے پیدا ہونگے اور بادشاہ تیرے صلب سے نکلیں گے۔ اور یہ ملک جو میں نے ابرہام اور اضحاق کو دیا ہے سو تجھ کو دونگا اور تیرے بعد تیری نسل کو بھی یہی ملک دونگا۔ اور خدا جس جگہ اس سے ہم کلام ہوا وہیں سے اسکے پاس سے اوپر چلا گیا۔ تب یعقوب نے اس جگہ جہاں وہ اس سے ہم کلام ہوا

پتھر کا ایک ستون کھڑا کیا اور اس پر تپاون کیا اور تیل ڈالا۔ اور یعقوب نے اس مقام کا نام جہاں خدا اس سے ہم کلام ہوا بیت ایل رکھا'' (پیدائش ۳۵:۱ تا ۴، ۶ تا ۷، ۹ تا ۱۵)

(۷) پیدائش باب ۴۸ آیت ۳ میں ہے ''اور یعقوب نے یوسف سے کہا کہ خدا ہی قادر مطلق مجھے لُوز میں جو ملک کنعان میں ہے دکھائی دیا اور مجھے برکت دی اور اس نے مجھ سے کہا میں تجھے برومند کرونگا اور بڑھاؤنگا اور تجھ سے قوموں کا ایک زمرہ پیدا کرونگا اور تیرے بعد یہ زمین تیری نسل کو دونگا تا کہ یہ انکی دائمی ملکیت ہو جائے'' انتہی

پس کتاب پیدائش باب اکتیس کی آیت ۱۱، ۱۳ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کا فرشتہ تھا جس نے شہر ''لوز'' جسکا نام بیت ایل تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملک کنعان کے دینے کا اور اولاد کی کثرت کا وعدہ کیا اور حفاظت کیلئے ہر جگہ انکے ساتھ رہنے اور واپس وطن لانے کا وعدہ کیا اور پھر فرمایا کہ اپنے وطن کو لوٹ جاؤ اور وہاں پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے عہد ونذر مانی کہ اگر خدا میرے ساتھ رہا اور حفاظت فرمائی اور روٹی کا ٹکڑا عطا فرمائے اور گھر سلامت پہنچ جاؤں تو اسے معبود بناؤنگا اور وہ پتھر جسے میں نے کھڑا کر دیا وہ خدا کا گھر ہوگا اور تمام محصولات کا دسواں حصہ بغیر کوتاہی کے دیا کرونگا۔ مذکورہ بالا ابواب کی عبارات میں فرشتہ کیلئے پانچ جگہوں پر لفظ خداوند بارہ جگہوں پر لفظ خدا اور ایک ایک جگہ پر ''معبود حق تعالیٰ'' کا لفظ بولا گیا ہے اور اسکا یہ کہنا کہ ''میں خداوند تیرے باپ ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا ہوں'' اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کا باب ۳۲ میں یہ قول کہ ''اے میرے باپ ابرہام کے خدا' اے میرے باپ اضحاق کے خدا'' اسی طرح باب ۴۸ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ کہنا کہ ''خدائے قادر لُوز میں یعنی کنعان کی سرزمین میں مجھ پر ظاہر ہوا'' کس قدر صریح عبارات ہیں جن میں فرشتے پر اسکا اطلاق کیا گیا۔

(۸) پیدائش باب ۳۲ آیت ۲۴ میں ہے ''اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پَو پھٹنے کے

وقت تک ایک شخص وہاں اس سے کشتی لڑتا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ اس پر غالب نہیں ہوتا تو اسکی ران کو اندر کی طرف سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اسکے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ اور اس نے کہا مجھے جانے دے کیونکہ پو پھٹ چلی۔ یعقوب نے کہا کہ جب تک تو مجھے برکت نہ دے میں تجھے جانے نہیں دونگا۔ تب اس نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے جواب دیا یعقوب۔ اس نے کہا کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کیساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا۔ تب یعقوب نے اس سے کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں تو مجھے اپنا نام بتا دے۔ اس نے کہا کہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اور اس نے اسے وہاں برکت دی۔ اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا تو بھی میری جان بچی رہی‘‘ (پیدائش ۳۲:۲۴ تا ۳۰)

(۹) پیدائش باب ۳۵ آیت ۹ میں ہے ’’اور یعقوب کے فدان ارام سے آنے کے بعد خدا اسے پھر دکھائی دیا اور اسے برکت بخشی۔ اور خدا نے اسے کہا کہ تیرا نام یعقوب ہے۔ تیرا نام آگے کو یعقوب نہ کہلایگا بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا۔ سو اس نے اسکا نام اسرائیل رکھا۔ پھر خدا نے اسے کہا کہ میں خدای قادر مطلق ہوں۔ تو برومند ہو اور بہت ہو جا۔ تجھ سے ایک قوم بلکہ قوموں کے جتھے پیدا ہونگے اور بادشاہ تیرے صلب سے نکلیں گے۔ اور یہ ملک جو میں نے ابراہام اور اضحاق کو دیا ہے سو تجھ کو دونگا اور تیرے بعد تیری نسل کو بھی یہی ملک دونگا۔ اور خدا جس جگہ اس سے ہم کلام ہوا وہیں سے اسکے پاس سے اوپر چلا گیا۔ تب یعقوب نے اس جگہ جہاں وہ اس سے ہمکلام ہوا پتھر کا ایک ستون کھڑا کیا اور اس پر تپاون کیا اور تیل ڈالا۔ اور یعقوب نے اس مقام کا نام جہاں خدا اس سے ہمکلام ہوا بیت ایل رکھا‘‘ (پیدائش ۳۵:۹ تا ۱۵)

(۱۰) ہوسیع باب ۱۲ آیت ۲ میں ہے ’’خداوند کا یہودا کیساتھ بھی جھگڑا ہے اور

یعقوب کی روش کے مطابق اسکو سزا دے گا اور اسکے اعمال کے موافق اسکو جزا دے گا اس نے رحم میں اپنے بھائی کی ایڑی پکڑی اور وہ اپنی توانائی کے ایام میں خدا سے کشتی لڑا ہاں وہ فرشتہ سے کشتی لڑا اور غالب آیا اس نے رو کر مناجات کی اس نے اسے بیت ایل میں پایا اور وہاں وہ ہم سے ہمکلام ہوا'' انتہیٰ (ہوسیع ۱۲:۲ تا ۴)

دیکھئے! جب اس جہاں میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی ممتنع ہے تو اس سے کشتی لڑنا کیسے ممکن ہے؟ پھر اس سے قطع نظر خدا کا مغلوب ہو جانا جو سراسر اسکے عاجز ہونے کی دلیل ہے کیا معنی رکھتا ہے؟ یقیناً یہ کشتی کرنے والا خدائے پاک کے علاوہ تھا اور مذکورہ بالا حوالہ کی آیت ۴ سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کشتی لڑنے والا اور برکت دینے والا فرشتہ تھا۔ غور فرمایئے! ان عبارات میں بھی کئی جگہوں پر فرشتے کیلئے لفظ خدا بولا گیا ہے نیز ایک ایک جگہ لفظ ''قادر مطلق'' استعمال ہوا ہے۔ اس جگہ پر فرشتے کا یہ قول کہ ''میں قادرِ مطلق ہوں'' کتنا صاف اور صریح ہے۔

(۱۱) خروج باب ۳ آیت ۳ میں ہے ''تب موسیٰ نے کہا میں اب ذرا ادھر کترا کر اس بڑے منظر کو دیکھوں کہ یہ جھاڑی کیوں نہیں جل جاتی۔ جب خداوند نے دیکھا کہ وہ دیکھنے کو کترا کر آرہا ہے تو خدا نے اسے جھاڑی میں سے پکارا اور کہا اے موسیٰ! اے موسیٰ! اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ تب اس نے کہا ادھر پاس مت آ۔ اپنے پاؤں سے جوتا اتار کیونکہ جس جگہ تو کھڑا ہے وہ مقدس زمین ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میں تیرے باپ کا خدا یعنی ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں موسیٰ نے اپنا منہ چھپایا کیونکہ وہ خدا پر نظر کرنے سے ڈرتا تھا۔ اور خداوند نے کہا میں نے اپنے لوگوں کی تکلیف جو مصر میں ہیں خوب دیکھی اور انکی فریاد جو بیگار لینے والوں کے سبب سے ہے سنی اور میں انکے دکھوں کو جانتا ہوں...... سو اب آ۔ میں تجھے فرعون کے پاس بھیجتا ہوں کہ تو میری قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکال

لائے۔ موسیٰ نے خدا سے کہا میں کون ہوں جو فرعون کے پاس جاؤں اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لاؤں؟۔ اس نے کہا میں ضرور تیرے ساتھ رہونگا اور اسکا کہ میں نے تجھے بھیجا ہے تیرے لئے یہ نشان ہوگا کہ جب تو ان لوگوں کو مصر سے نکال لائیگا تو تم اس پہاڑ پر خدا کی عبادت کرو گے۔ تب موسیٰ نے خدا سے کہا جب میں بنی اسرائیل کے پاس جا کر انکو کہوں کہ تمہارے باپ دادا کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وہ مجھے کہیں کہ اسکا نام کیا ہے؟ تو میں انکو کیا بتاؤں؟۔ خدا نے موسیٰ سے کہا میں جو ہوں سو میں ہوں۔ سو تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ میں جو ہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ پھر خدا نے موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا ابرہام کے خدا اور اضحاق کے خدا اور یعقوب کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ ابد تک میرا یہی نام ہے اور سب نسلوں میں اسی سے میرا ذکر ہوگا۔ جا کر اسرائیلی بزرگوں کو ایک جگہ جمع کر اور انکو کہہ کہ خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے خدا نے مجھے دکھائی دیکر یہ کہا ہے کہ میں نے تم کو بھی اور جو کچھ برتاؤ تمہارے ساتھ مصر میں کیا جا رہا ہے اسے بھی خوب دیکھا ہے'' انتہیٰ (خروج ۳:۳ تا ۷، ۱۰ تا ۱۶)

تجزیہ مصنفؒ

پس وہ فرشتہ جو جھاڑی سے نمودار ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے جیسا کہ آیت ۶ سے ظاہر ہے ''میں تیرے باپ کا خدا یعنی ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں'' اور بنی اسرائیل کو کہنے کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہتا ہے جیسا کہ آیت ۱۵، ۱۶ سے ظاہر ہے کہ ''خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا اور اضحاق کے خدا اور یعقوب کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے ابد تک میرا یہی نام ہے اور سب نسلوں میں

اسی سے میرا ذکر ہوگا............اور خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا ابرہام اور اضحاق کے خدا اور یعقوب کا خدا مجھ پر ظاہر ہوا ہے‘‘

ملاحظہ فرمایئے اس عبارت میں تیئیس مقامات پر فرشتے کیلئے لفظ ’’خدا‘‘ کا بولا گیا ہے‘ چودہ جگہ پر لفظ ’’خداوند‘‘ اور دو جگہ پر لفظ ’’پروردگار‘‘ کا اطلاق کیا گیا ہے اور جناب حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی اس فرشتے کیلئے لفظ ’’خدا‘‘ کا اطلاق کیا ہے چنانچہ آنجناب اپنے ان حواریوں سے جو قیامت کا انکار کررہے تھے ارشاد فرماتے ہیں ’’مگر اس بارے میں کہ مردے جی اٹھتے ہیں کیا تم نے موسیٰ کی کتاب میں جھاڑی کے ذکر میں نہیں پڑھا کہ خدا نے اس سے کہا کہ میں ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں؟‘‘

(انتہی بعبارت مرقس باب ۱۲ آیت ۲۶‘ متی باب ۲۲ آیت ۳۱‘ لوقا باب ۲۰ آیت ۳۷)

(۱۲) خروج باب ۷ آیت ۱ میں فرعون کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۶۲۵ء کے مطابق اس طرح فرمایا گیا ہے قد جعلتک الھاً لفرعون یعنی ’’بیشک میں نے تجھے فرعون کا خدا بنایا ہے‘‘ فارسی میں یہی مضمون اس طرح کہا جائے گا ’’ترا پیشِ فرعون ہم چوں خدا گردانیدہ ام‘‘ (۱) اسی کتاب خروج کے باب ۴ آیت ۱۶ میں اس طرح مذکور ہے ’’اور وہ تیری طرف سے لوگوں سے باتیں کرے گا اور وہ تیرا منہ بنے گا اور تو اس کیلئے گویا خدا ہوگا‘‘ اسی طرح آیت چوبیس میں ہے ’’اور راستہ میں منزل پر خدا اُسے آملا اور چاہا کہ اسے مارڈالے تب صفورہ نے چقمق کا ایک پتھر لیکر اپنے

---

(۱) موجودہ اردو بائبل میں اس طرح ہے ’’پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا دیکھ میں نے تجھے فرعون کیلئے گویا خدا ٹھہرایا‘‘ فارسی بائبل میں اس طرح ہے ’’وخداوند بموسیٰ گفت بہ بین ترا بر فرعون خدا ساختہ ام‘‘ عربی بائبل میں اس طرح ہے ’’فقال الرّب لموسی اُنظر. انا جعلتک الھاً لفرعون‘‘ انگریزی بائبل کنگ جیمز ورژن میں اس طرح ہے‘‘

"I have made thee a god to Pharaoh:

بیٹے کی کھلڑی کاٹ ڈالی اور اسے موسیٰ کے پاؤں پر پھینک کر کہا تو بے شک میرے لئے خونی دُلہا ٹھہرا تب اس نے اسے چھوڑ دیا پس اس نے کہا کہ ختنہ کے سبب سے تو خونی دُلہا ہے‘‘

(۱۳) خروج باب ۱۳ آیت ۲۱ میں ہے ’’اور خداوند انکو دن کو راستہ دکھانے کیلئے بادل کے ستون میں اور رات کو روشنی دینے کیلئے آگ کے ستون میں ہو کر انکے آگے آگے چلا کرتا تھا تا کہ وہ دن اور رات دونوں میں چل سکیں وہ بادل کا ستون دن کو اور آگ کا ستون رات کو ان لوگوں کے آگے سے ہٹتا نہ تھا‘‘ انتہی

اسی عبارت کے ترجمہ ہندی میں لفظ ’’خدا‘‘ کی جگہ لفظ ’’یہوا‘‘ لکھا ہے

(۱۴) خروج باب ۱۴ آیت ۱۹، ۲۴ میں ہے ’’اور خدا کا فرشتہ جو اسرائیلی لشکر کے آگے آگے چلا کرتا تھا جا کر انکے پیچھے ہو گیا اور بادل کا وہ ستون انکے سامنے سے ہٹ کر انکے پیچھے جا ٹھہرا........اور رات کے پچھلے پہر خداوند نے آگ اور بادل کے ستون میں سے مصریوں کے لشکر پر نظر کی اور انکے لشکر کو گھبرا دیا‘‘

ہندی مترجم نے یہاں بھی لفظ ’’خداوند‘‘ کی جگہ ’’یہوا‘‘ لکھا ہے۔(۱)

(۱۵) استثناء باب ۱ آیت ۳۰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے اس طرح ارشاد ہے ’’خداوند تمہارا خدا جو تمہارے آگے آگے چلتا ہے وہی تمہاری طرف سے جنگ کریگا جیسے اس نے تمہاری خاطر مصر میں تمہاری آنکھوں کے سامنے سب کچھ کیا۔ اور بیابان میں بھی تو نے یہی دیکھا کہ جس طرح انسان اپنے بیٹے کو اُٹھائے ہوئے چلتا ہے اسی طرح خداوند تیرا خدا تیرے اس جگہ پہنچنے تک سارے راستے جہاں جہاں تم گئے

---

(۱) ذرا غور فرمایئے کہ جسکو خروج باب ۱۳ آیت ۲۱ اور باب ۱۴ آیت ۲۴ میں خداوند اور یہوا کہا گیا تھا اسکو اسی باب ۱۴ کی آیت ۱۹ میں فرشتہ کہا گیا ہے۔

تم کو اُٹھائے رہا۔ تو بھی اس بات میں تم نے خداوند اپنے خدا کا یقین نہ کیا۔ جو راہ میں تم سے آگے آگے تمہارے واسطے ڈیرے ڈالنے کی جگہ تلاش کرنے کیلئے رات کو آگ میں اور دن کو ابر میں ہو کر چلا تا کہ تم کو وہ راستہ دکھائے جس سے تم چلو‘‘ (استثناء ۱:۳۰تا۳۳)

حقیقت یہ ہے کہ ستون‘ بادل اور آگ میں رہنے والا یقیناً فرشتہ ہی تھا جیسا کہ خروج باب ۱۴ آیت ۱۹ کا مضمون اس کی تائید کرتا ہے مگر اس پر تین جگہ لفظ ’’خداوند خدا‘‘ بولا گیا ہے۔

(۱۶) جب موسیٰ علیہ السلام کو آخر عمر میں بذریعہ وحی اپنا وقتِ موت قریب ہوتا معلوم ہوا تو بنی اسرائیل سے گفتگو کے ذیل میں اس طرح ارشاد فرمایا ’’سو خداوند تیرا خدا ہی تیرے آگے آگے پار جائیگا اور وہی ان قوموں کو تیرے آگے سے فنا کریگا اور تو انکا وارث ہوگا اور جیسا خداوند نے کہا ہے یشوع تیرے آگے آگے پار جائیگا‘‘ انتہیٰ (استثناء باب ۳۱ آیت ۳)

پھر اسی باب کی آیت ۸ میں یشوعؑ کو خطاب کرتے ہوئے مذکور ہے ’’اور خداوند ہی تیرے آگے آگے چلے گا وہ تیرے ساتھ رہیگا وہ تجھ سے نہ دست بردار ہوگا نہ تجھے چھوڑے گا سو تو خوف نہ کر اور بے دل نہ ہو‘‘۔

تجزیہ مصنفؒ

ظاہر ہے کہ اس جگہ پر عبور کرنے والا‘ آگے آگے چلنے والا وہی فرشتہ ہے جس پر خداوند خدا یا فقط خداوند کا لفظ بولا گیا ہے جبکہ ہندی ترجمہ کے مطابق یہوا خدا یا یہواہ فقط آیا ہے۔ اس موقعہ پر بطور نمونہ توریت کی کتب خمسہ سے چند حوالے نقل کیے گئے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بہت کم ایسے مواقع ہیں کہ لفظ خدا خداوند یا یہوا بولا گیا ہو اور فرشتہ مراد نہ لیا گیا ہو۔ اور جہاں لفظ خدا وغیرہ کا اطلاق اس ذات پر ہوا جسکا جلال بادلوں میں بنی

اسرائیل پر ظاہر تھا اور وہ انکے ساتھ ساتھ چلتا رہا یقیناً وہ فرشتہ ہی تھا اسکے سوا کوئی اور نہ تھا۔ لفظ خدا یا خداوند کا اس فرشتہ پر اطلاق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ فرشتہ بہ نسبت دیگر فرشتوں کے کچھ زیادہ جلالِ الٰہی کا مظہر تھا جیسا کہ ان دونوں باتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دلیل ہے ''دیکھ میں ایک فرشتہ تیرے آگے آگے بھیجتا ہوں کہ راستہ میں تیرا نگہبان ہو اور تجھے اس جگہ پہنچا دے جسے میں نے تیار کیا ہے۔ تم اسکے آگے ہوشیار رہنا اور اسکی بات ماننا۔ اسے ناراض نہ کرنا کیونکہ وہ تمہاری خطا نہیں بخشے گا اس لئے کہ میرا نام اس میں رہتا ہے۔ پر اگر تو سچ مچ اسکی بات مانے اور جو میں کہتا ہوں وہ سب کرے تو میں تیرے دشمنوں کا دشمن اور تیرے مخالفوں کا مخالف ہونگا۔ اس لئے کہ میرا فرشتہ تیرے آگے آگے چلے گا اور تجھے اموریوں اور حتیوں اور فرزیوں اور کنعانیوں اور حویوں اور یبوسیوں میں پہنچا دیگا اور میں انکو ہلاک کر ڈالونگا۔ تو انکے معبودوں کو سجدہ نہ کرنا نہ انکی عبادت کرنا نہ انکے سے کام کرنا بلکہ تو انکو بالکل اُلٹ دینا اور انکے ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا'' (خروج ۲۳: ۲۰ تا ۲۴) اسی طرح درج ذیل مقامات میں فرشتہ پر لفظ ''خدا'' یہواہ اور پروردگار کا اطلاق کیا گیا ہے (۱) یسعیاہ باب ۶ آیت ۱ (۲) ا۔سموئیل باب ۳ آیت ۱۰، ۱۱ (۳) حزقی ایل باب ۴ آیت ۴ باب ۹ آیت ۸ (۴) عاموس باب ۷ آیت ۷، ۸۔

(۱۷) قضاۃ باب ۱۳ آیت ۲۱ میں اس فرشتے کے متعلق جس نے منوحہ کی بیوی کو بیٹے کی خوشخبری دی تھی پھر انکے قربانی گذارنے کے بعد وہ فرشتہ انکی نظروں سے غائب ہو گیا اسکے متعلق اس طرح مذکور ہے ''پر خدا کا فرشتہ نہ پھر منوحہ کو دکھائی دیا نہ اسکی بیوی کو تب منوحہ نے جانا کہ وہ خداوند کا فرشتہ تھا اور منوحہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہم اب ضرور مر جائینگے کیونکہ ہم نے خدا کو دیکھا'' انتہی (قضاۃ ۱۳: ۲۱ تا ۲۲)

دیکھیے! آیت ۲۲ میں کس صراحت کیساتھ لفظ خدا کا اطلاق فرشتہ پر کیا گیا ہے۔

لفظِ خدا کا انسانوں، شیطان، بتوں وغیرہ پر اطلاق

بلکہ میں کہتا ہوں کہ لفظ خدا بول کر عام لوگ بھی مراد لئے جاتے ہیں یعنی اس لفظ کا اطلاق لوگوں پر بھی ہوا ہے جیسا کہ زبور ۸۲ آیت ۶ میں ہے ”میں نے کہا تھا کہ تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو“ زکریاہ باب ۱۲ آیت ۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد جس میں بنی اسرائیل پر آئندہ احسان ہونے کا اشارہ ہے اس طرح مذکور ہے ”اس روز خداوند یروشلیم کے باشندوں کی حمایت کریگا اور ان میں کا سب سے کمزور اس روز داؤد کی مانند ہوگا اور داؤد کا گھرانا خدا کی مانند یعنی خداوند کے فرشتہ کی مانند جو انکے آگے آگے چلتا ہو“ بلکہ اس لفظ ”خدا“ کا اطلاق تو شیطان پر بھی ہوا ہے چہ جائیکہ کہ خدا کے برگزیدہ بندوں اور عوام پر ہو چنانچہ پولوس کے دوسرے خط میں جو کرنتھیوں کے نام ہے اس طرح مذکور ہے ”اور اگر ہماری خوشخبری پر پردہ پڑا ہے تو ہلاک ہونے والوں ہی کے واسطے پڑا ہے یعنی ان بے ایمانوں کے واسطے جنکی عقلوں کو اس جہان کے خدا نے اندھا کر دیا ہے تاکہ مسیح جو خدا کی صورت ہے اسکے جلال کی خوشخبری کی روشنی ان پر نہ پڑے“ (۲۔کرنتھیوں باب ۴ آیت ۴)

یہاں پر اس قرینہ کی وجہ سے کہ شر کی نسبت خدا کی طرف ہے مسیحی حضرات اس لفظ ”اس جہان کے خدا“ الٰہ العالم سے مراد شیطان لیتے ہیں۔ بلکہ شیطان تو درکنار اس لفظ کا اطلاق غیر ذوی العقول پر بھی آیا ہے چنانچہ پولوس فلپیوں کے نام خط کے باب ۳ آیت ۱۹ میں لکھتے ہیں ”انکا انجام ہلاکت ہے انکا خدا پیٹ ہے وہ اپنی شرم کی باتوں پر فخر کرتے ہیں اور دنیا کی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں“ عربی ترجمہ کے مطابق اس طرح ہے ”الذین عاقبتہم البوار اولٰئک الذین بطونھم الٰھھم ومدحتھم فی خزیھم اولٰئک الذین ھمّھم فی امور الارض“ یوحنا حواری آپس میں

محبت رکھنے پر تاکید کرتے ہوئے کہتا ہے ’’جو محبت نہیں رکھتا وہ خدا کو نہیں جانتا کیونکہ خدا محبت ہے...... جو محبت خدا کو ہم سے ہے اسکو ہم جان گئے اور ہمیں انکا یقین ہے خدا محبت ہے اور جو محبت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے‘‘ (یوحنا کا پہلا خط ۴: ۸، ۱۶) عربی ترجمہ کے مطابق اس طرح ہے ’’من لم یکن ودوداً فلم یعرف الله لانّ الله محبۃٌ ونحن وقد عرفنا وآمنا بالمودّۃ التی لله فینا انّ الله ھو محبۃ ومن حلّ فی المحبۃ فقد حلّ فی الله وقد حلّ الله فیہ‘‘ ملاحظہ فرمایئے! پولوس نے پیٹ کیلئے لفظ خدا اور الٰہ استعمال کیا ہے جبکہ یوحنا حواری نے محبت کیلئے لفظ خدا اور ’’الٰہ‘‘ کا استعمال کیا ہے۔

تواریخ دوم باب ۲ آیت ۵ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ارشاد اس طرح مذکور ہے ’’اور وہ گھر جو میں بنانے کو ہوں عظیم الشان ہوگا کیونکہ ہمارا خدا سب معبودوں سے عظیم ہے‘‘ دانی ایل باب ۱ آیت ۲ میں ہے ’’اور خداوند نے شاہِ یہوداہ یہویقیم کو اور خدا کے گھر کے بعض ظروف کو اسکے ہاتھ میں کر دیا اور وہ انکو سنعار کی سرزمین میں اپنے معبود کے گھر میں لے گیا اور ظروف کو اپنے معبود کے خزانہ میں داخل کر دیا‘‘ پس یہ قول کہ ’’ہمارا خدا سب معبودوں سے عظیم ہے‘‘ اور یہ قول کہ ’’اپنے معبود کے گھر میں لے گیا‘‘ اس پر کس قدر صریح دلیل ہے کہ لفظ خدا کا اطلاق بتوں کیلئے کیا گیا ہے۔

الغرض الٰہ و معبود کا استعمال بتوں اور غیر بتوں کیلئے کتب عہد عتیق میں اس قدر عام ہے کہ محتاج بیان نہیں۔

لفظِ خدا کا ’’آقا‘‘ کے معنی میں استعمال

اسی طرح کتب عہد عتیق میں کسی بھی معزز شخص کیلئے خواہ وہ نیک ہو یا بد خداوند کا لفظ

بمعنی سید و مخدوم استعمال ہوا ہے اور یہ اتنی کثرت کیساتھ ہے کہ ان جگہوں کے تتبع وتلاش پر ایک ضخیم دفتر تیار ہوسکتا ہے۔ ناظرین کے اطمینان کیلئے مذکورہ بالا حوالہ جات کے علاوہ مزید چند مثالیں گوش گذار کی جاتی ہے جو اس فقیر کی یادداشت میں سردست محفوظ ہیں۔

سموئیل اول میں بائیس جگہ لفظ خداوند بول کر سیّد، مخدوم کا معنی لیا گیا ہے جسکی تفصیل درج ذیل ہے (۱) باب ۱ آیت ۱۵، ۲۶ میں بڑے کاہن کیلئے تین مرتبہ (۲) باب ۲۵ آیت ۲۴ تا ۳۱ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں تیرہ مرتبہ (۳) باب ۲۶ آیت ۱۵ تا ۱۹ حضرت داؤد علیہ السلام نے ساؤل کے حق میں پانچ مرتبہ یہ لفظ کہا (۴) باب ۲۹ آیت ۸ میں اکیس بادشاہ کے حق میں ایک مرتبہ (۵) سموئیل دوم میں انتیس جگہ اس تفصیل کیساتھ کہ باب ۲ آیت ۵ اور ۷ میں دو دو جگہ باب ۴ آیت ۸ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں ایک مرتبہ باب ۱۱ آیت ۱۱ یوآب سپہ سالار کے حق میں دو جگہ باب ۱۳ آیت ۳۲، ۳۳ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں دو جگہ باب ۱۴ آیت ۹ تا ۲۲ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں دس جگہ باب ۱۵ آیت ۲۱ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں دو جگہ باب ۱۹ آیت ۱۹ تا ۳۷ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں دس جگہ، سلاطین اول میں بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں سترہ جگہ علیٰ ھذا القیاس دیگر کتب وابواب میں اسی طرح اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔

لفظِ خدا کا غیر اللہ پر اطلاق کی وجہ

وضاحت اسکی اس طرح ہے کہ لفظ ''خدا'' کا استعمال غیر خدا پر کبھی تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس ''غیر'' میں بنسبت دوسروں کے جلال خداوندی زائد طور پر ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرشتہ جسکا کتب موسیٰ علیہ السلام (۱) اور دیگر کتب میں ذکر آیا ہے۔ کبھی یہ لفظ مرشد اور استاذ

(۱) بائبل کی پہلی پانچ کتابیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں انکو اسفار خمسہ اور کتب موسیٰ علیہ السلام کہا جاتا ہے اصل توریت یہی ہے۔

کے معنی میں استعمال ہوا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں حضرت ہارون علیہ السلام اور فرعون کے حوالے سے یہ لفظ آیا ہے۔ کبھی یہ لفظ محض نیک وصالح کے معنی میں آیا ہے جیسا کہ زبور ۸۲ میں عام لوگوں کیلئے وارد ہے اور کبھی یہ لفظ کسی مہتم بالشان غیر معمولی واقعہ کیلئے آیا ہے خواہ اس بات کا اہم ہونا متکلم کے حوالے سے یا لوگوں کے اعتبار سے ہو جن کے متعلق کلام ہو رہا ہے جیسا کہ یوحنا کے خط، پولوس کے خطوط وغیرہ میں ہے اور لفظ ''رب' مخدوم' خداوند' معلم' استاذ قریب المعانی ہیں چنانچہ انکا ایک دوسرے پر اطلاق واستعمال کتب عہدِ عتیق وجدید میں متداول اور مشہور ہے لہٰذا کسی ذات کو ایک آیت میں بعض مترجمین مذکورہ بالا الفاظ میں سے ایک لفظ سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ دیگر مترجمین اس ذات کو دوسرے لفظ سے تعبیر کرتے چنانچہ سموئیل اول دوم اور دیگر کتب میں فارسی مترجم بجائے لفظ خداوند کے لفظ مخدوم لے آتا ہے جبکہ مترجمِ ہندی اِس لفظ کا اطلاق عام لوگوں پر کر دیتا ہے۔ اب دیکھئے کہ متی باب ۸ آیت ۲۵ کا ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۲۸ء ۱۸۲۱ء دار الامارۃ کلکتہ میں اس طرح ہے ''پس شاگردان او پیش آمدہ او را بیدار نمودہ گفتند خداوندا مارا دریاب کہ ہلاک شدیم'' (۱) ہندی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۰ء عبارت بالا کے بالکل موافق ہے۔ (۲) جبکہ ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۸۲۱ء دار السلطنت لندن میں اس طرح ہے ''فتقدم الیہ تلامیذہ وایقظوہ قائلین یاربّ نجّنا فقد ہلکنا پس عربی مترجم نے لفظِ ''رب''

---

(۱) موجودہ فارسی بائبل میں بھی اسی طرح ہے ''پس شاگردان او پیش آمدہ او را بیدار نمودہ گفتند خداوندا مارا دریاب کہ ہلاک میشویم''

(۲) ہندی سے مراد اردو ہے جو مصنفؒ کے دور میں عہدِ طفولیت سے گذر رہی تھی اور برصغیر میں رواج پا رہی تھی آج کل اُسے قدیم اردو کہتے ہیں۔ موجودہ اردو بائبل میں اس طرح ہے ''انہوں نے پاس آ کر اُسے جگایا اور کہا اے خداوند ہمیں بچا! ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں''۔

ذکر کیا ہے(۱) جبکہ فارسی و ہندی مترجم نے لفظ ”خداوند“ لکھا تھا۔ یہی صورت حال مرقس باب ۴ آیت ۳۸ میں ہے۔ ترجمہ فارسی میں اس طرح ہے ”پس اورا بیدار نمودہ باد گفتند اے معلم استاد ہیچ نمی اندیشی کہ ہلاک شویم“(۲) عربی ترجمہ بھی اسکے موافق ہے(۳) جبکہ ہندی ترجمہ میں لفظ معلم کی جگہ ”مرشد“ واقع ہے یہی صورت لوقا باب ۸ آیت ۲۴ میں ہے ”اورا بیدار نمودہ مے گفتند مخدوما! مخدوما! ماہلاک می شویم“(۴) اور عربی ترجمہ میں اس طرح ہے ”فدنوا الیہ وایقظوہ قائلین یامعلم اننا نبید“(۵) جبکہ ہندی ترجمہ میں لفظ ”مرشد“ آیا ہے۔ اسی طرح متی باب ۱۷ آیت ۴ میں ہے ”پطرس بعیسی توجہ نمودہ گفت خداوند مارا نیکو است کہ در ینجا باشیم“(۶) عربی ترجمہ میں اس طرح ہے ”فاجاب بطرس وقال لیسوع یا رب جید ان نکون ھھنا“ (۷) جبکہ ہندی ترجمہ فارسی کے مطابق ہے۔ اسی طرح مرقس باب ۹ آیت ۵ میں ہے ”پطرس توجہ نمودہ بعیسی گفت ربّی مارا اینکو است کہ در ینجا ماندہ“ الخ(۸) عربی ترجمہ میں

---

(۱) موجودہ عربی ترجمہ میں اس طرح ہے ”فدنا منہ تلامیذہ وأیقظوہ وقالوا لہ نجنا یا سید فنحن نہلک“

(۲) موجودہ فارسی بائبل میں اس طرح ہے ”پس اورا بیدار کردہ گفتند اے استاد آیا ترا باکی نیست کہ ہلاک شویم“

(۳) موجودہ عربی ترجمہ میں اس طرح ہے ”فایقظوہ وقالوا لہ یا معلم اما یہمک أننا نہلک“

(۴) موجودہ فارسی بائبل میں اس طرح ہے ”اورا بیدار کردہ گفتند استادا استادا ہلاک میشویم“

(۵) موجودہ عربی بائبل میں اس طرح ہے ”فدنا التلامیذ من یسوع وأیقظوہ وقالوا لہ یامعلم یا معلم نحن نہلک“

(۶) موجودہ فارسی نسخہ میں اس طرح ہے ”اما پطرس بعیسی متوجہ شدہ گفت کہ خداوندا بودن ما در ینجا نیکو است“

(۷) موجودہ عربی بائبل میں اس طرح ہے ”فقال بطرس لیسوع یا سید ما اجمل ان نکون ھنا“

(۸) موجودہ فارسی ترجمہ میں اس طرح ہے ”پس پطرس ملتفت شدہ بعیسی گفت ای استاد بودن ما در ینجا نیکو است“

اس طرح ہے "فاجاب بطرس وقال لیسوع یا معلم حسناً ان نقیم ھھنا" الخ جبکہ ہندی ترجمہ فارسی کے مطابق ہے۔ اسی طرح لوقا باب ۹ آیت ۳۳ میں ہے "پطرس بعیسی توجہ نمودہ گفت کہ مخدوما خوب است کہ ما در ینجا توقف نمائیم" (۱) اور عربی ترجمہ میں ہے "قال بطرس لیسوع یا معلم جیدٌ ان نکون ھھنا" جبکہ ہندی ترجمہ میں لفظ "مرشد" واقع ہے۔ اسی طرح متی باب ۲۰ آیت ۳۳ میں ہے "گفتندش خداوندا کہ دیدھائے ما باز شود" ہندی ترجمہ فارسی کے مطابق ہے۔ عربی ترجمہ میں اس طرح ہے "قالا لہ یاربّ ان تنفتح اعیننا" (۲) اسی طرح مرقس باب ۱۰ آیت ۵۱ میں ہے "آں کور گفت ربی ہمی کہ بینائی خود را یابم" (۳) ہندی ترجمہ فارسی کے مطابق ہے جبکہ عربی ترجمہ میں اس طرح ہے "فقال لہ الاعمیٰ یا معلّم ان ابصر" اسی طرح یوحنا باب ۱ آیت ۳۸ میں ہے "آنہا گفتند ربی کہ ترجمہ آن است اے استاد" عربی ترجمہ میں ہے "فقالا لہ ربی الذی تاویلہ یامعلم" ہندی ترجمہ میں "ای ربی بمعنی مرشد" ہے۔

الغرض اس طرح کی مثالیں اگر کوئی شخص تلاش کرے تو بے شمار مل سکتی ہیں۔

چھٹی بات

بائبل میں مجاز اور مبالغہ کا استعمال

لفظِ خداوند کا غیر پر اطلاق ہونا، باری تعالیٰ کیلئے تجسم اور تحیز کا مجازاً اطلاق ہونا ایک

---

(۱) موجودہ فارسی ترجمہ میں اس طرح ہے "پطرس بعیسی گفت کہ اے استاد بودنِ ما در ینجا خوب است"
(۲) موجودہ عربی ترجمہ میں اس طرح ہے "ان تفتح اعیننا یا سید"
(۳) موجودہ فارسی ترجمہ میں اس طرح ہے "کور بدو گفت یا سیدی آنکہ بینائی یابم"

طرف رہا اسکے علاوہ بھی کتب سماویہ میں مجازات کا کثرت سے تداول اور استعمال ہے۔(۱)

(۱) مقدمہ کتاب میں فائدہ اوّل کے ذیل میں گذر چکا ہے، کہ خدا تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے جب کہ بنی نوع انسان کی تخلیق کو ایک ہزار چھ سو پچاس سال گذر چکے تھے انسان کی تخلیق پر ملول و پشیمان ہوئے اور فرمایا کہ میں اسکے پیدا کرنے پر پشیمان ہوا (۲)

(۲) اسی طرح حضرت یرمیاہؑ کی معرفت یہوداہ کی فوج کے سرداروں کو پیغام بھیجا کہ ''جو نقصان تمہیں میں نے پہنچایا اس پر پشیمان ہوا ہوں'' نیز سموئیل اول باب ۱۵ آیت ۱۰ میں ہے ''تب خداوند کا کلام سموئیل کو پہنچا کہ مجھے افسوس ہے کہ میں نے ساؤل کو بادشاہ ہونے کیلئے مقرر کیا کیونکہ وہ میری پیروی سے پھر گیا ہے اور اس نے میرے حکم نہیں مانے۔ پس سموئیل کا غصہ بھڑکا.....خداوند ساؤل کو بنی اسرائیل کا بادشاہ کر کے ملول ہوا''

(ا۔سموئیل ۱۵: ۱۰، ۱۱، ۳۵)

ان کلمات کا ظاہری مفہوم کفر ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ آزردہ دل، پشیمان و شرمندہ ہونے سے مبرّا اور پاک ہے۔

(۳) پیدائش باب ۱۳ آیت ۱۶ میں اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ اس طرح مذکور ہے ''اور میں تیری نسل کو خاک کے ذرّوں کی مانند بناؤں گا ایسا کہ اگر کوئی شخص خاک کے ذروں کو گن سکے تو تیری نسل بھی گن لی جائیگی''

(۴) پیدائش باب ۱۵ آیت ۵ میں ہے ''اور وہ اسکو باہر لے گیا اور کہا کہ اب

(۱) یہاں سے مصنفؒ بائبل سے کئی مثالیں پیش کر رہے ہیں جن میں مجازی معنی مراد ہے اور ظاہری مفہوم درست نہیں بیٹھتا بلکہ بعض اوقات تو کلام کا ظاہری مطلب کفر لگتا ہے۔

(۲) پیدائش باب ۶ آیت ۶

آسمان کی طرف نگاہ کر اور اگر تو ستاروں کو گن سکتا ہے تو گن اور اس سے کہا کہ تیری اولاد ایسی ہی ہوگی"

(۵) پیدائش باب ۲۲ آیت ۱۷ میں ہے "میں تجھے برکت پر برکت دونگا اور تیری نسل کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے تاروں اور سمندر کے کنارے کی ریت کی مانند کر دونگا اور تیری اولاد اپنے دشمنوں کے پھاٹک کی مالک ہوگی"

(۶) پیدائش باب ۲۸ آیت ۱۴ میں اولاد یعقوب علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ اس طرح مذکور ہے "اور تیری نسل زمین کی گرد کے ذروں کی مانند ہوگی" پھر اسی وعدہ کا دعاءِ یعقوب علیہ السلام مندرج باب ۳۲ آیت ۱۲ میں دوبارہ اعادہ ہے۔ یہ دونوں حوالے امر پنجم کے ذیل میں گذر چکے ہیں۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا یعقوب کی اولاد کی کثرت کسی بھی زمانے میں ایک نشانِ قدم کے ریت کے ذرات کے بقدر بھی نہ ہوئی اور نہ کبھی ہوگی چہ جائیکہ تمام سمندر کی ریت کے ذرات کے بقدر ہو۔

(۷) وہ علاقہ جسکا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دینے کا وعدہ فرمایا تھا اسکی تعریف وتوصیف اس طرح کی گئی ہے کہ اس میں دودھ اور شہد بہتا ہے' وہ جگہ دودھ اور شہد سے لبریز ہے جیسا کہ خروج باب ۳ آیت ۸'۱۷ باب ۱۳ آیت ۵' باب ۱۳ آیت ۳' احبار باب ۲۰ آیت ۲۴ گنتی باب ۱۴ آیت ۸' استثناء باب ۱۱ آیت ۹' باب ۲۶ آیت ۹'۱۵' باب ۳۱ آیت ۲۰' یشوع باب ۵ آیت ۶ یرمیاہ باب ۱۱ آیت ۵' باب ۳۲ آیت ۲۲' حزقی ایل باب ۲۰ آیت ۶'۱۵ میں مذکور ہے۔ حالانکہ دنیا میں کوئی خطہ ایسا نہیں کہ جہاں شہد اور دودھ بہتا ہو یا وہ دودھ اور شہد سے لبریز ہو۔

(۸) خروج باب ۱۹ آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ کا قول بنی اسرائیل کے متعلق اس طرح مذکور ہے "کہ تم نے دیکھا کہ میں نے مصریوں سے کیا کیا اور تم کو گویا عقاب کے پروں

پر بٹھا کر اپنے پاس لے آیا"

(۹) استثناء باب ۱ آیت ۲۸ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کا مقولہ اس طرح ذکر کیا ہے "ہم کدھر جا رہے ہیں؟ ہمارے بھائیوں نے تو یہ

بتا کر ہمارا حوصلہ توڑ دیا ہے کہ وہاں کے لوگ ہم سے بڑے بڑے اور لمبے ہیں اور انکے شہر بڑے بڑے اور انکی فصیلیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں"

دیکھئے! ان کا یہ کہنا کہ "آسمان سے باتیں کرتی ہیں" کتنا مبالغہ ہے۔ اسی نوعیت کی ایک عبارت استثناء کے باب ۹ آیت ۱ میں بھی ہے "سن لے اے اسرائیل! آج تجھے یردن پار اس لئے جانا ہے کہ تو ایسی قوموں پر جو تجھ سے بڑی اور زور آور ہیں اور ایسے بڑے شہروں پر جنکی فصیلیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں قبضہ کرے"

(۱۰) زبور ۵۹ آیت ۴ میں ہے "میری کمک کیلئے جاگ اور دیکھ" زبور ۷۸ آیت ۶۵ میں ہے "تب خداوند گویا نیند سے جاگ اٹھا اس زبردست آدمی کی طرح جو مے کے سبب سے للکارتا ہو اور اس نے اپنے مخالفوں کو مار کر پسپا کر دیا اس نے انکو ہمیشہ کیلئے رسوا کیا"

(۱۱) یسعیاہ باب ۵۱ آیت ۹ میں ہے "جاگ جاگ اے خداوند کے بازو۔ توانائی سے ملبس ہو! جاگ جیسا قدیم زمانہ میں اور گذشتہ پشتوں میں۔ کیا تو وہی نہیں جس نے دیکھئے! اس عبارت میں تین مرتبہ جاگ کا لفظ مذکور ہے اور ظاہری مفہوم کے لحاظ سے تو اللہ تعالیٰ کی طرف نیند کو منسوب کرنا کفر ہے، اور اس سے بڑھ کر حضرت داؤد علیہ السلام کا قول قابلِ غور ہے جو اوپر مذکور ہوا۔(۱)

(۱۲) زبور باب ۹۱ آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ کی توصیف کرتے ہوئے لکھا ہے "وہ تجھے

---

(۱) زبور ۷۸ آیت ۶۵

اپنے پروں سے چھپالے گا اور تجھے اسکے بازوں کے نیچے پناہ ملے گی اسکی سچائی ڈھال اور سپر ہے"

(۱۳) زبور۶۱ آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہوئے مذکور ہے "میں ہمیشہ تیرے خیمے میں رہوں گا میں تیرے پروں کے سایہ میں پناہ لونگا"

(۱۴) زبور۶۳ آیت ۷ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہوئے مذکور ہے "اس لئے کہ تو میرا مددگار رہا ہے اور میں تیرے پروں کے سایہ میں خوشی مناؤں گا"

(۱۵) زبور۱۰۴ آیت ۱۳ اللہ تعالیٰ کی مدح کرتے ہوئے مذکور ہے "تو اپنے بالاخانوں کے شہتیر پر پانی لگاتا ہے تو بادلوں کو اپنا رتھ بناتا ہے تو ہوا کے بازوؤں پر سیر کرتا ہے"

اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کیلئے پر کا ہونا' بالاخانوں کا ہونا' بادلوں کا اکٹھا کرنا اور ہوا کے بازوؤں پر اللہ تعالیٰ کا سیر کرنا بڑی صراحت کیساتھ مذکور ہے

(۱۶) مرقس باب۱۴ آیت ۲۲ میں ہے "اور وہ کھا ہی رہے تھے کہ اس نے روٹی لی اور برکت دے کر توڑی اور انکو دی اور کہا لو یہ میرا بدن ہے۔ پھر اس نے پیالہ لے کر شکر کیا اور انکو دیا اور ان سبھوں نے اس میں سے پیا اور اس نے ان سے کہا کہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے" الخ (انتہی بعبارت مرقس نیز دیکھئے متی ۲۶:۲۶ لوقا ۲۲:۱۹٬۲۰)

ظاہری بات ہے کہ روٹی کے وہ ٹکڑے اور پیالے کا پانی حضرت مسیح علیہ السلام کا جسم اور خون تو نہ تھے۔ رہا یوحنا کی عبارت کا حوالہ (۱) تو اسکا اس مضمون کے متعلق ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ انکے کلام کا کوئی جملہ غالب طور پر مجاز سے خالی نہیں ہوتا بالخصوص انکے مکاشفات چنانچہ تبرکاً اسکی بھی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

---

(۱) یوحنا باب ۶ آیت ۵۱

''پھر آسمان پر ایک بڑا نشان دکھائی دیا یعنی ایک عورت نظر آئی جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے تھی اور چاند اسکے پاؤں کے نیچے تھا اور بارہ ستاروں کا تاج اسکے سر پر۔ وہ حاملہ تھی اور دردِ زِہ میں چلاتی تھی اور بچہ جننے کی تکلیف میں تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا یعنی ایک بڑا لال اژدہا اسکے سات سر اور دس سینگ تھے اور اسکے سروں پر سات تاج اور اسکی دُم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچ کر زمین پر ڈال دیئے اور وہ اژدہا اس عورت کے آگے جا کھڑا ہوا جو جننے کو تھی تاکہ جب وہ جنے تو اسکے بچے کو نگل جائے .... پھر آسمان پر لڑائی ہوئی۔ میکائیل اور اسکے فرشتے اژدہا سے لڑنے کو نکلے اور اژدہا اور اسکے فرشتے ان سے لڑے۔ لیکن غالب نہ آئے اور اسکے بعد آسمان پر انکے لئے جگہ نہ رہی'' (مکاشفہ یوحنا ۱۲:۱تا۴، ۷تا۹)

اس عبارت سے آپ حضرت والا کے دوسرے مکاشفات کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اسکے مندرجات مہابھارت (۱) کے قصوں سے کچھ کم نہیں ہیں۔

ساتویں بات

اکثر مواقع میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بہت سے ارشادات اس طرح مجمل اور مبہم ہیں کہ آنجنابؑ کے معاصرین تو کجا وہ حضرات جو علم سے خوب بہرہ ور اور آنجناب علیہ السلام کے مزاج و محاورات سے خوب واقف تھے وہ بھی انکی مراد کو نہ پاسکے اس بات کے حوالے سے مختصراً چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) ''مہابھارت'' ہندو مذہبی ادب کی مشہور کتاب ہے جو عجیب وغریب قصوں پر مشتمل ہے اس میں ایک طویل اور خونریز جنگ کی داستان سنائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس لڑائی میں ۳۳ کروڑ ۳۳ لاکھ ۳۳ ہزار ۳۳۳ سورماؤں اور دیوتاؤں نے شرکت کی ہے وغیرہ وغیرہ۔